یوسف قرضاوی اور پاکستانی علماء کا تقابلی مطالعہ

خودکش حملہ: چند پس پردہ محرکات و معاملات

پاکستان اور عرب علماء کا ذہنی و علمی تقابل

لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں پاکستان کے ۵۸ علمائے کرام نے خودکش حملوں کو حرام قرار دیا ہے۔ ذیل میں اس متفقہ فتویٰ کا متن پیش کیا جارہا ہے۔ [فتویٰ کا متن مفتی منیب الرحمان نے پڑھ کر سنایا پاکستانی علماء کے فتوے کی علمیت، استدلال، تبحر، اور گہرائی و گیرائی کا اندازہ فتویٰ کے متن سے لگایا جاسکتا ہے اس کے برعکس علامہ یوسف القرضاوی نے افغانستان پر امریکی فوج کے حملے کے لیے مسلمان فوجیوں کو حملوں میں ضمیر کی خلش کے بغیر شرکت کے لیے غیر مشروط جواز کا جو جاہلانہ اور ملحدانہ فتویٰ دیا تھا اکتوبر ۲۰۰۵ء کے ساحل میں شائع ہوچکا ہے اس فتویٰ کے متن کا زیر نظر فتوے سے تقابل کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ یوسف قرضاوی پر پاکستانی علماء کو ہر لحاظ سے علمی تفوق حاصل ہے اور ہمارے علماء دینی مسائل میں عالم عرب کے شیخ قرضاوی سے بہتر اور برتر علمی گہرائی و گیرائی کے حامل ہیں یہ گہرائی ایمان و عمل کی آمیزش سے پیدا ہوتی ہے یوسف قرضاوی امریکی حاشیہ بردار کے طور پر کام کررہے ہیں لہٰذا وہ اس تدبر تفکر، تفقہ اور توفیق سے محروم ہوگئے ہیں جو اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے دونوں فتویٰ کا تقابلی مطالعہ علماء کے لیے ضروری ہے۔]

مسلمان کا خون بہانا حرام ہے:

تین صورتوں میں جان کی حرمت نہیں:

تمام مسلمان محفوظ الدم ہیں، فقہی اصلاح میں اسے ''محفوظ الدم'' اور ''مصون الدم'' بھی کہتے ہیں، یعنی بغیر کسی وجہ شرعی کے ان کا خون بہانا حرام ہے، اور وہ شرعی وجوہ جن کے سبب کسی مسلمان کا خون مباح ہوجاتا ہے، یہ ہیں:

الف] کہ کوئی مسلمان العیاذ باللہ مرتد ہو جائے۔

ب] کسی کو ناحق قتل کرے۔

ج] شادی شدہ زانی ہو۔

ان وجوہات کے سوا مسلمان کو قتل کرنا حرام ہے اور جو مسلمان ان وجوہ میں سے کسی ایک کا ارتکاب کرلے، تو پھر وہ ''محفوظ الدم'' نہیں رہتا، بلکہ ''مباح الدم'' ہو جاتا ہے، یعنی اس کی جان کی حرمت باقی نہیں رہتی۔ لیکن اس کے باوجود اس کو قصاص یا حد شرعی میں قتل کرنا عوام کا کام نہیں ہے، بلکہ یہ اسلامی حکومت کا منصب اور اس کی ذمہ داری ہے، قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: ''جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اور [اللہ تعالیٰ نے] اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے''۔ [سورۃ النساء: آیت ۹۳]

مسلم کے قتل عمد کا مرتکب دائمی جہنمی ہے:

اس آیت کے تحت مومن کے قاتل عامد [یعنی دانستہ کسی ایسی جان کو ارادۂ قتل سے تلف کرنے والا، جسے شریعت نے حرام ومحفوظ قرار دیا ہے] کو آخرت میں جہنم کی دائمی سزا، اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب عظیم کا سزاوار قرار دیا گیا ہے۔ پھر اس پر مفسرین وفقہاء نے بحث کی ہے کہ آیا اب ''قتل عمد'' کا مرتکب ابدی اور دائمی جہنم کی سزا کا حق دار ہے یا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے، کیوں کہ اگر یہ حکم مطلق اور قطعی ہے تو بظاہر یہ قرآن کی اس آیت سے متعارض ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ شریک ٹھہرانے کو تو [ہرگز] معاف نہیں فرماتا اور اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو جس کے لیے چاہے معاف فرما دیتا ہے''۔ [سورۃ النساء: آیت ۴۸]

تو اس استثناء کے عموم میں تو ''قتل عمد'' بھی آتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں آیات میں تطبیق کرتے ہوئے سورۃ النساء آیت نمبر ۹۳ کی تفسیری بحث میں علامہ محمود آلوسی نے تفسیر ''روح المعانی'' میں لکھا ہے: اگر اس آیت کو اپنے ظاہری مفہوم پر قائم رکھا جائے تو پھر مومن کے ''قاتل عامد'' سے مراد وہ قاتل ہوگا، جو اسے حلال سمجھ کر قتل کرے، تو پھر تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے اور نہ ہی یہ پھر محل نزاع ہے [کہ وہ دائمی طور پر جہنمی ہی ہے]، انہوں نے مزید لکھا کہ عکرمہ، ابن جریج اور مفسرین کی ایک جماعت نے اس آیت میں ''متعمدا'' کی تفسیر میں ''مستحلا'' کی قید لگائی ہے یعنی جو حلال جان کر ''قتل عمد'' کا ارتکاب کرے، [روح المعانی، جلد: ۵، ص ۱۱۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت]'' ترجمہ ''عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس کی جان لینا سوائے تین وجوہ کے حلال نہیں، [ایک] جان کے بدلے میں

جان [یعنی اس نے ناحق کسی کو قتل کیا ہو اور قصاص میں اس کی جان لی جائے]، [دوسری] شادی شدہ زانی اور [تیسری] جماعت [کی متفق علیہ راہ] کو چھوڑ کر دین سے نکلنے والا [یعنی جو مرتد ہو جائے]، [مشکوٰۃ بحوالہ صحیح بخاری وصحیح مسلم]'' صحیح مسلم کتاب الایمان میں ہے: ترجمہ۔''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے، [صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۸، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۶۴]''۔

قتل ناحق کو حلال سمجھنا: ارتکاب کفر ہے

اس حدیث کی شرح میں علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدین نووی لکھتے ہیں: ترجمہ''کسی کو ناحق قتل کرنے سے اہل حق کے نزدیک ایسا کفر لازم نہیں آتا، جس کے باعث وہ ملت اسلام سے خارج ہو جائے، جیسا کہ ہم نے متعدد مقامات پر پہلے بھی بیان کیا ہے، سوائے اس کے کہ وہ قتل ناحق کو حلال سمجھ کر اس کا ارتکاب کرے، تو کہا گیا ہے کہ حدیث کی تاویل میں کئی اقوال ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ [اگر کفر کو اپنے حقیقی اصطلاحی معنی پر محمول کیا جائے]، تو اس سے مراد وہ شخص ہے، جو حلال جان کر قتل ناحق کا ارتکاب کرے، [شرح نووی، جلد: ۱، ص: ۵۴]''۔

مقتول کا قاتل واجب القتل ہے:

لہٰذا شرعی طور پر کسی''محفوظ الدم'' مسلمان کی جان کو حلال جان کر یا اسے کار ثواب اور ذریعہ دخول جنت سمجھ کر [بغیر کسی شرعی جواز کے] قتل کرنا، ائمہ کے نزدیک کفر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۶ ص: ۳ پر ہے: ترجمہ''اور مسلمان کو ذمی [غیر حربی] کے بدلے میں قصاصاً قتل کیا جائے گا''۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک غیر مسلم [ذمی] کی جان و مال بھی محفوظ ہے اور اگر کسی مسلمان نے اس کو بغیر کسی وجہ شرعی کے قتل کر دیا تو وہ مسلمان بھی واجب القتل ہے، اور اس سے قصاص لیا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان میں رہنے والے تمام ایسے پابند آئین وقانون غیر مسلم [جو پاکستان کے مستقل شہری ہیں یا بذریعہ ویزا آنے کی وجہ سے قانونی طور پر حکومت پاکستان کی امان میں ہیں اور جنھوں نے کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کیا جس سے وہ''مباح الدم'' ہو گئے ہوں] کی جان و مال بھی محفوظ ہے اور ان کو کسی وجہ شرعی کے بغیر حلال جان کر کار ثواب سمجھ کر ناحق قتل کرنا حرام ہے اور شدید ترین گناہ ہے اور اس پر حدیث میں سخت وعید آئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ترجمہ''یاد رکھو جو شخص مسلمان ریاست کے کسی ایسے غیر مسلم کو قتل کرے، جس کا ریاست سے معاہدہ ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے تو وہ اللہ کی ذمہ داری کی بے حرمتی کرتا ہے، ایسا شخص جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا، [ترمذی ابواب الدیات ج ۱، ص: ۳۹۱]'' امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں:

یہودی کے قاتل کا رسول اللہؐ نے قصاص لیا:

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو ایک معاہدہ

[جس کا کافر سے معاہدہ ہوا ہو] کے بدلے میں قتل کر دیا اور فرمایا: جو لوگ اپنے معاہدے کو پورا کرتے ہیں، میں ان میں سب سے بڑھ کر کریم ہوں [سنن دار قطنی ج ۳ رقم الحدیث: ۳۲۳۲، سنن کبریٰ للبیھقی ج ۸، ص: ۳۰]''۔ ''عبدالرحمٰن بن البیلمانی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان سے قصاص لیا، جس نے ایک یہودی کو قتل کر دیا تھا، رمادی نے کہا رسول اللہؐ نے مسلمان سے ذمی کا قصاص لیا اور فرمایا: جو لوگ اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں میں ان میں سب سے زیادہ کریم ہوں [سنن دار قطنی، ج ۳، رقم الحدیث: ۳۲۳۳]''۔ ''عبدالرحمٰن البیلمانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ذمی کے بدلے میں اہل قبلہ [یعنی مسلمانوں] کے ایک شخص کو قتل کرا دیا اور فرمایا: جو لوگ اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں، میں ان میں سب سے زیادہ کریم ہوں، [سنن دار قطنی ج ۳ رقم الحدیث: ۳۲۳۴]''۔ ہر چند کہ ان احادیث کی اسانید ضعیف ہیں لیکن تعداد اسانید کی وجہ سے یہ احادیث حسن لغیرہ ہیں اور لائق استدلال ہیں، جب کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا استدلال قرآن مجید سے ہے اور یہ احادیث تائید کے مرتبہ میں ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد: ۶، ص: ۳ پر ہے: ترجمہ ''جس جان کو شریعت نے ہمیشہ کے لیے محفوظ و محترم قرار دیا ہے اسے عمداً قتل کر دیا جائے تو قصاص واجب ہے، ہدایہ میں اسی طرح ہے''۔ لہٰذا جہاد سمجھ کر خود کش حملے کرنا، بم بلاسٹ کرنا اور فائرنگ کر کے مساجد اور عوامی اجتماعات میں مسلمانوں کا قتل عام کرنا صرف حرام ہی نہیں بلکہ حلال، جائز اور کار ثواب سمجھ کر یہ کام کرنا کفر صریح ہے۔ اور اگر وہ قتل کرنے کو شرعی طور پر حرام سمجھتے ہوئے مغلوب الغضب ہو کر ذاتی دشمنی کے تحت انتقام یا کسی اور نفسانی وجہ سے کسی مسلمان یا غیر مسلم شہری کو قتل کر دے تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے ترجمہ ''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، [ناحق] انسانی جان کو قتل کرنا اور [ماضی کے بارے میں قصداً] جھوٹی قسم کھانا [سب کے سب] کبیرہ گناہ ہیں، [صحیح بخاری و صحیح مسلم بحوالہ مشکوۃ، باب الکبائر]''

پاکستان میں خودکش حملے حرام ہیں:

یہ مسئلہ ہم نے پاکستان کے تناظر میں لکھا ہے، جہاں حاکم بھی مسلمان ہیں، عوام کی غالب اکثریت بھی مسلمان ہے اور ملک آئینی طور پر ایک اسلامی جمہوری مملکت ہے اور جہاں وقتاً فوقتاً افراد اور بعض صورتوں میں اجتماعات [عبادت گاہوں اور پبلک مقامات] پر قاتلانہ حملے ہوتے ہیں، بم بلاسٹ کیے جاتے ہیں اور تاثر یہ دیا جاتا رہا ہے کہ اس کے پیچھے دینی اور مذہبی محرکات کارفرما ہیں اور بعض عناصر یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ دینی اور مذہبی رہنما یا تنظیمیں اپنے جذباتی کارکنوں کو اس قسم کی کارروائیوں پر ان کی ذہنی تطہیر (Brain Washing) کر کے ان کو اس بات پر آمادہ کرتی ہیں کہ وہ بم بلاسٹ یا حملہ کر کے انسانوں کی جانیں لیں۔ انھیں آج کل عرف عام میں ''خودکش حملے'' (Suicidal Attacks) کہا جاتا ہے اور یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی گئی ہے کہ یہ کار خیر اور جنت کا راستہ

ہے اور یہ بات اسلام کی بدنامی کا باعث بنتی ہے لہٰذا ہم نے اپنی دینی ذمہ داری سمجھتے ہوئے شرعی حکم بیان کیا ہے، تاکہ اسلام کی پوزیشن واضح ہوجائے۔

ظلم وجبر کے خلاف خودکش حملوں کے احکام الگ ہیں:

البتہ وہ ممالک جہاں غیر ملکی ظالمانہ اور جابرانہ قوتوں کا تسلط ہے اور کھلے میدان میں مظلوم اور مجبور عوام شدید ترین وسائل اور اسلحہ سے لیس ان غاصب طاقتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے یا جہاں مسلمانوں کو ان کے اپنے وطن میں ان کے مسلمہ انسانی، قومی، دینی، ملی اور ملکی حقوق سے محروم کرکے انھیں محکوم اور غلام قوم کی حیثیت سے رہنے پر مجبور کیا گیا ہے، ان کے معروضی حالات اور احکام کی نوعیت الگ ہے، کیونکہ مسلمہ بین الاقوامی قوانین کے تحت اپنی وطنی، قومی، ملکی وملی آزادی کے لیے غاصب وقابض قوتوں سے برسر پیکار ہونا کبھی بھی جرم نہیں گردانا گیا، امریکا اور افریقا کے بیشتر ممالک کی جدوجہد آزادی اور ہندوستان کی تحریک آزادی اس کی نمایاں مثال ہے۔ لہٰذا پاکستان اور ان مقبوضہ خطوں [جیسے کشمیر وفلسطین وغیرہ] کی معروضی صورتحال اور اس کے شرعی اور فقہی احکام کو باہم خلط ملط نہ کیا جائے۔

فتوے سے اختلاف کرنے والے علماء کا موقف:

[اس فتویٰ پر تمام مکاتب فکر کے علماء نے دستخط ثبت کیے ہیں ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی صاحب مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور نے اس فتوے سے شدید اختلاف کیا اور موجودہ حالات میں اسے نامناسب قرار دیا ان کا خیال تھا کہ اس فتوے سے مغرب فائدہ اٹھائے گا اور دنیا بھر میں مظلوم مجاہدین کو اس سے زک پہنچے گی۔ بعض اور اہم علماء نے تبصرہ فرمایا کہ کلمہ حق ہے مقصد باطل ہے بعض علماء نے کہا کہ اس فتوے میں صراحتاً شریعت کی روشنی میں بتایا جائے کون سے خودکش کے حملے کہاں کہاں کب کب جائز ہیں صرف عمومی بیان دے دینا کہ پاکستان اور مقبوضہ خطوں کی معروضی صورت حال کو باہم خلط ملط نہ کیا جائے مبہم بات ہے۔ بعض علماء کی رائے تھی کہ پاکستان میں خودکش دھماکوں کے خلاف فتویٰ ٹھیک ہے لیکن اس سے پہلے جائز خودکش حملوں پر فتویٰ آنا لازمی تھا یہ عالمی مسئلہ ہے علماء نے اس پر فتویٰ کیوں نہیں دیا اس کے مقاصد کیا ہیں؟ بعض علماء نے جن کے دستخط فتوے پر ثبت ہیں یہ بھی کہا کہ ہم نے متن پڑھے بغیر دستخط کیے اور ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ دستخط اس فتوے پر لیے جارہے ہیں جب ان سے کہا گیا کہ وہ اس کی تردید جاری کریں تو انھوں نے توقف اختیار کیا۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ اس فتوے پر مجھ سے دستخط نہیں لیے گئے اور میرا نام شامل کردیا گیا لیکن مجھے فتوے کے متن سے مکمل اتفاق ہے۔

عرفان صدیقی اور شاہنواز فاروقی کے اعتراضات:

جناب عرفان صدیقی کالم نگار نوائے وقت اور شاہنواز فاروقی کالم نگار روزنامہ جسارت نے اس فتوے پر اہم اعتراضات اور بعض نہایت چبھتے ہوئے سوالات اٹھائے، عرفان صدیقی نے کئی کالم لکھ کر

بعض اسرار ورموز بے نقاب کیے، بعض علماء کی جانب سے مراعات اور سرکاری عہدوں کی نشاندہی کی جس کی وضاحت میں مورد الزام ٹھہرائے گئے، لوگوں کی وضاحت بھی شائع ہوئی اور بعض ناگفتہ معاملات کی نشاندہی کی۔ شاہ نواز فاروقی نے یہ سوال اٹھایا کہ علماء دیگر مسائل پر فتویٰ کیوں نہیں دیتے مثلاً فوجی حکمران اقتدار پر غاصبانہ قبضہ کرلیتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اس طرح کے کئی سوالات انھوں نے پیش کیے۔ میڈرڈ سے نکلنے والے رسالے Islam کے مطابق شاہ نواز فاروقی کے اس کالم کے جواب میں مفتی منیب الرحمان نے اگلے دن انھیں پون گھنٹے کا ٹیلی فون کیا اور شکوہ کیا کہ آپ کے کالم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم نے فتویٰ کسی کے کہنے پر دیا ہے، آپ کے کالم نے فتوے کا اثر زائل کردیا انھوں نے یہ بھی بتایا کہ حالات کی نزاکتوں کو دیکھنا ضروری ہے کہ ہم کہاں ہیں اور کس قسم کے حالات میں کام کررہے ہیں احکام شریعہ میں حالات وزمانے کی رعایت بھی پیش نظر رکھی جاتی ہے اگر ہم مارشل لاء کے خلاف فتویٰ دیں تو کیسے دے سکتے ہیں؟ حکومت اسے کیسے برداشت کرے گی، ہمیں آخر انہی حالات میں کام کرنا ہے، ہر مسئلہ فتویٰ کا موضوع نہیں بن سکتا۔ انھوں نے بتایا کہ ان کو شریعت کورٹ کا جج بنانے کی پیش کش کی گئی اور انٹرویو کے وقت پوچھا گیا کہ اگر سود کا مقدمہ آپ کے سامنے پیش ہو تو سود کے مقدمے میں آپ کیا فیصلہ دیں گے تو انھوں نے جواب دیا کہ سود نص صریح سے حرام ہے اس میں کوئی گنجائش نہیں تو انٹرویو لینے والے ایک اعلیٰ افسر نے ان کی تقرری سے معذرت کرلی اس جریدے کے مطابق شاہ نواز فاروقی نے مفتی منیب الرحمان سے یہ بھی پوچھا کہ آپ صوبہ سرحد میں مجاہدین کے خلاف آپریشن پر کوئی فتویٰ کیوں نہیں دیتے، ان مجاہدین کو علماء اور دینی تحریکوں نے ہی مدعو کیا تھا۔ ان مہمانوں کو جس طرح شہید کیا جارہا ہے اور ان کے میزبانوں کے گاؤں، دیہات، گھربار، کاروبار جس بے دردی سے تباہ کیے جارہے ہیں، بمباری کی جارہی ہے، تو اس پر آپ فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ چند جنگجوؤں کی تلاش میں پورے گاؤں کو تباہ کرنا اسلام میں کیسے جائز ہے؟ شاہ نواز نے یہ بھی پوچھا کہ ڈکٹیٹروں کے خلاف آپ کوئی فتویٰ کیوں نہیں دیتے' جمہوریت کو آپ اسلامی سمجھتے ہیں تو جمہوری حکومتوں کو روندنے والوں کے خلاف آپ کا فتویٰ کیوں نہیں آتا؟ دنیا بھر میں دہشت گردی کرنے والوں کے خلاف فتوی کیوں نہیں دیا جاتا؟ افغانستان، آزاد قبائلی علاقے، عراق میں عالمی استعمار ظلم وتشدد کررہا ہے اس کے خلاف فتویٰ کیوں نہیں آتا؟ گوانتاموبے سے لے کر مشرقی یورپ کی جیلوں میں قید مسلمان قیدیوں پر مظالم امریکی فوجیوں کی طرف سے قرآن کریم کی توہین اور مسلمانوں کی بے حرمتی پر کوئی فتویٰ کیوں نہیں دیا جاتا؟ امریکہ کی دہشت گردی کے باعث عراق میں لاکھوں بچے ہلاک کیے جارہے ہیں اس پر کوئی فتویٰ کیوں نہیں دیا گیا؟ پاکستان کے بہت سے علاقوں میں مقامی معاشرتی قوانین قرآن وسنت کے خلاف رائج ہیں ان کے خلاف کوئی فتویٰ کیوں نہیں آتا؟ کوئی آواز کیوں نہیں اٹھائی جاتی؟ صرف دہشت گردی پر فتویٰ کا کیا جواز ہے؟ مفتی منیب الرحمان ان سوالات کا جواب نہیں دے سکے۔]

ساحل فروری ۲۰۰۶ء